



سوال

(96) مردہ بچہ کے جنازہ کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بچہ مراہوا پیدا ہو تو اُس بچہ کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے، یا نہیں، ایسے بچہ کو کفن دینا، غسل دینا چاہیے، یا نہیں، ایسے بچہ کو قبرستان میں دفن کرنا چاہیے، یا قبرستان سے باہر دفن کرنا چاہیے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مشکوٰۃ میں ہے۔

((عَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الرَّكَبُ يَسِيرُ فَلَمَّتِ الْجَنَازَةُ وَالْمَاشِي يَمْشِي فَلَطْفًا وَأَنَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِينًا مِمَّا وَالنَّفْطُ يُصَلِّي عَلَيْهِ وَيَذْعَى لُوَالِدِيهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ وَالثِّرَمِذِي وَالنَّسَائِي وَابْنُ مَاجَةَ الرَّكَبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَفِي الْمَصَانِعِ عَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ زِيَادٍ مَشْكُوتُ بَابِ الْمَشِيِّ بِالْجَنَازَةِ (ج))

”یعنی مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا سوار جنازہ کے پیچھے چلے، اور پیادہ کو اختیار ہے، خواہ پیچھے چلے آگے، یا دائیں یا بائیں نزدیک اور کچھ بچہ جو پورے دنوں سے پہلے گر جائے، اس پر نماز پڑھی جائے، اور اُس کے والدین کے لیے بخشش و رحمت کی دعا کی جائے، اور ابو داؤد نے اس کو روایت کیا ہے، اور مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے، کہ سوار جنازہ کے پیچھے چلے، اور پیادہ جہاں چاہے، اور لڑکے پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔“

یہ حدیث بظاہر عام معلوم ہوتی ہے کہ بچہ خواہ زندہ پیدا ہو یا مراہوا ہر صورت میں اُس پر نماز پڑھی جائے، لیکن دوسری حدیث میں شرط آئی ہے کہ آواز کرے تو نماز جنازہ پڑھی جائے، چنانچہ مشکوٰۃ کے اسی باب صفحہ ۱۴۰ میں ہے۔

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْبَطْنُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرْتُ وَلَا يُؤْرَثُ حَتَّى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ لِأَنَّ لَمْ يَذْكُرْ وَلَا يُؤْرَثُ))

”جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لڑکا جب تک آواز نہ کرے، نہ اُس پر نماز جنازہ پڑھی جائے، نہ وہ کسی کا وارث ہوگا، نہ اس کا کوئی وارث ہوگا۔“

نیل الاوطار میں ہے۔

((وَيَدُلُّ عَلَى إِبْتِغَارِ الْإِسْتِئْذَانِ حَدِيثُ جَابِرٍ عِنْدَ الثِّرَمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ لِيَتَحَقَّقَ بِمَفْظِ إِذَا اسْتَعْلَى النَّفْطُ صَلَّى عَلَيْهِ وَوَرِثُ)) (نیل الاوطار ص ۳ ص ۲۸۰)

”یعنی آواز کے شرط ہونے پر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے جس کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور بیہقی نے روایت کیا ہے، اُس کے الفاظ یہ ہیں کہ جب کچھ بچہ آواز کرے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے، اور وہ وارث ہو بھی ہوگا۔“

اس حدیث میں اسمعیل بن مسلم ایک راوی ضعیف ہے، لیکن اس کے ساتھ اور بہت سے شامل ہیں، چنانچہ تلخیص البیہر کے صفحہ ۵۷ میں حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے نیل الاوطار صفحہ نمبر ۲۸۰ ج ۳ میں امام شوکانی نے بحوالہ ترمذی وغیرہ ذکر کیا ہے، اس لیے اس کا ضعف نقصان نہیں دیتا، اور اسی لیے حاکم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری، مسلم کی شرط پر صحیح ہے، لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص البیہر کے صفحہ نمبر ۵۷ میں کہا ہے کہ یہ حاکم رحمہ اللہ کا وہم ہے، کیونکہ اسمعیل بن مسلم کے ساتھ روایت کرنے میں اگرچہ اور بہت سے شامل ہیں، لیکن اسمعیل بن مسلم کا اُستاد ابو الذبیر مکی اس میں بخاری کی شرط پر نہیں، کیونکہ یہ تیسرے درجہ کا مدلس ہے، چنانچہ طبقات اللہیس کے صفحہ نمبر ۱۵۱ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی تصریح کی ہے، اور اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کلمہ عن کے ساتھ روایت کی ہے۔ یعنی جابر (روایت کرتا ہوں، میں جابر سے کہا ہے اور ((سَمِعْتُ جَابِرًا)) (سنائیں نے جابر رضی اللہ عنہ سے) نہیں کہا، اور مدلس جب عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ معتبر نہیں ہوتی، پس اس بناء پر یہ روایت معبر نہ ہوتی، مگر بعض اور احادیث سے اس کی تاکید ہوتی ہے، اس لیے یہ لائق استدلال ہوگی، چنانچہ نیل الاوطار صفحہ ۲۷۹ ج ۳ اور تلخیص البیہر کے صفحہ نمبر ۱۵۷ میں ہے۔

((وفی الباب عن علی الخرج ابن عدی فی زحمة عمرو بن خالد وهو متروک ومن حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ان جرجہ بن عبدی من رواہ شریک عن ابن اسحاق عن عطاء عن قتادہ ابن طاہر فی الذخیرة وقد ذکرہ البخاری من قول الزہری تعلیقا ووفی باب اذا استعمال الصبی فمات - حل یصلی علیہ ووصلہ ابن ابی شیبہ))

یہ عبارت تلخیص البیہر کی ہے، اور نیل الاوطار کی عبارت بھی اسی کے قریب ہے، ترجمہ اس کا یہ ہے، کہ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ابن عدی نے اس کو عمرو بن خالد رضی اللہ عنہ کے حالات میں ذکر کیا ہے، لیکن عمرو بن خالد متروک ہے، یعنی بہت ضعیف ہے، اور اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بھی ہے، اس کو بھی ابن عدی نے شریک کی روایت سے اس نے ابن اسحاق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا ہے، اور ابن طاہر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو ذخیرہ میں قوی کہا ہے، اور بخاری نے بھی اس کو زہری کا قول بنا کر بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے اس کو باسناد ذکر کیا ہے، ان احادیث کے علاوہ بعض احادیث بھی ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ پختہ ہوتا ہے، کہ بچہ آواز کرے، تو اس کا جنازہ پڑھایا جائے، چنانچہ نیل الاوطار کے صفحہ نمبر ۲۸۰ اور تلخیص البیہر کے صفحہ ۲۵۷ میں ہے۔

((وقد اخرج البزار عن ابن عمر مرفوعاً استعمال الصبی العطاس اسنادہ ضعیف))

”یعنی بچہ کی آواز بچھینک ہے، اس کی اسناد ضعیف ہے۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو اگرچہ ضعیف کہا ہے، لیکن اوپر کی احادیث کو اس سے تقویت ہو گئی، کیونکہ ضعیف مل کر حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہے، چنانچہ کتب اُصول شرح نخبہ وغیرہ میں اس کی تصریح کی ہے، اور بچھینک سے مراد آواز کا ادنیٰ درجہ ہے، ورنہ کسی اور طرح آواز ہو وہ بھی کافی ہے، اور جمہور کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں جب بچہ آواز کرے، تو اس کا جنازہ پڑھا جائے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری کے صفحہ ۶۹۸ ج ۵ ((باب اذا سلم الصبی فمات حل یصلی علیہ)) میں اس کی تصریح کی ہے، اور نیل الاوطار کے علاوہ دوسرے علماء نے بھی کہا ہے، کہ مقصود آواز سے علامت حیات ہے، آواز چونکہ اکثر اور واضح ہے اس لیے اس کا ذکر کر دیا، پس جب کوئی ایسی علامت پائی جائے، جس سے بچہ کی حیات معلوم ہو تو اس کا جنازہ پڑھنا پڑے گا، اور وہ وارث بھی ہوگا، پھر اس کی وراثت اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگی، پس جب اس کا جنازہ بھی ہوا اور وہ وارث بھی ہوا، تو باقی کفن دفن بھی اس کا بڑوں کی طرح ہونا چاہیے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں، صرف سعید بن جبیر، عبد اللہ بن عباس کے شاگرد کہتے ہیں کہ لڑکا جب تک بالغ نہ ہو، اس وقت تک اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، اور کہا گیا ہے کہ جب تک بچہ نماز نہ پڑھے، اس وقت تک اس کی نماز جنازہ نہیں، حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہما فتح الباری صفحہ نمبر ۶۹۸ ج ۵ ((باب اذا سلم الصبی فمات حل یصلی علیہ)) میں یہ دونوں قول ذکر کیے ہیں، مگر یہ صریح احادیث کے خلاف ہیں، اوپر کی احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں، جن سے بچوں کا جنازہ ثابت ہوتا ہے۔ مشکوٰۃ میں سعید بن مسیب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے معصوم بچہ کی نماز جنازہ پڑھی، میں نے ان سے سنا کہ وہ اس کے حق میں عذاب قبر سے پناہ کی دعا کرتے۔ ((الرحمة المہداة)) فصل رابع مشکوٰۃ صفحہ ۸۷ میں ہے عمار مولیٰ، حارث بن نوفل کہتے ہیں، میں ایک عورت اور اس کے بچے کے جنازہ کو



حاضر ہوا، پچہ امام کے نزدیک رکھا گیا، اور عورت پچہ سے قبلہ کی جانب رکھی گئی، پس دونوں پر نماز جنازہ پڑھی گئی، اور لوگوں میں ابو سعید رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (یہ جلیل القدر صحابہ موجود تھے) میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس طرح متعدد ہستیوں کو آگے پیچھے رکھ کر اگر مردوں کے ساتھ عورت ہو تو اس کو مردوں کے آگے قبلہ کی جانب رکھ کر کھٹے نماز جنازہ پڑھنا سنت ہے، یعنی ارشاد نبوی رضی اللہ عنہ ہے، نسائی اور ابوداؤد نے اس کو روایت کی ہے۔ نیز ((الرحمة المہداة)) کے اسی صفحہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرزند ارجمند ابراہیم جب فوت ہوئے، تو آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی، اور فرمایا ان کے لیے جنت میں دایہ دودھ پلانے والی ہے، یہ رضاعت کے دنوں میں فوت ہوئے، اور ان کے ماموں یعنی قبلی لوگ آزاد ہو جاتے، اور آئندہ کو قبلی غلام نہ بنایا جاتا، روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے غرض اس قسم کی روایتیں بہت ہیں جن میں بچوں پر نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر ہے، پس سعید بن جبیر کا قول اور اس کے ساتھ کا قول دونوں غلط ہیں، اور بعض کہتے ہیں، جب بچہ پیٹ میں چار ماہ کا ہو جائے، تو پھر خواہ مردا ہو پیدا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے، کیونکہ جب چار ماہ کے بعد بچہ میں جان پڑھ جاتی ہے، اس کے بعد اگر وہ مردا ہو پیدا ہو تو وہ میت شمار ہوگا پس اس کا غسل (نماز جنازہ وغیرہ) باقاعدہ ہونا چاہیے۔ امام شافعی وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مصنف مفتی نے اسی کو اختیار کیا ہے، کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے، مگر ترجیح اسی کو ہے کہ جب زندہ باہر نکلے تو، تب نماز جنازہ وغیرہ ہونی چاہیے، ورنہ نہیں چنانچہ اوپر کی روایت سے واضح ہو چکا ہے، تفصیل، نیل الاوطار وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ (فتاویٰ اہل حدیث جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۲) (حافظ محمد عبداللہ امرتسری روپڑ، ضلع انبالہ)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 167-171

محدث فتویٰ